جناب ابوسلمان شاہجہان پوری

البیان فی مقاصد القرآن

مولانا ابوالکلام آزاد کی کتب تفسیر

تفسیر کا پورا نام "البیان فی مقاصد القرآن" تھا جیسا کہ اس کے اشتہار مطبوعہ البلاغ سے معلوم ہوتا ہے۔ شروع میں مولانا کا خیال تھا کہ تفسیر روایتی انداز پر مرتب کی جائے لیکن ۱۹۳۰ء میں جب وہ ترجمان القرآن کی پہلی جلد شائع کرنے کی تیاری کر رہے تھے، یہ خیال ترک کر دیا اور ترجمان القرآن ہی میں ہر سورت کے ساتھ ایک دیباچہ اور تشریحی نوٹوں میں مزید اضافہ کر دینے کا ارادہ کیا۔ مولانا کے نزدیک یہ صورت مسلسل تفسیر کے قدیم غیر مرتب اور غیر منقسم طرز کے مقابلے میں زیادہ مفید اور "سائنٹفک" تھی۔ فرماتے ہیں:

"تفسیر البیان کے لیے پچھلی ترتیب اب میں نے ترک کر دی ہے۔ کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں مسلسل تفسیر کا قدیم طریقہ موجودہ زمانے میں عام مطالعے کے لیے موزوں نہیں ہے۔ ایک مرتب اور غیر منقسم سلسلے کی غیر معمولی درازی اکثر طبائع پر شاق گزرتی ہے۔ اب میں چاہتا ہوں، تفسیر اس صورت میں مرتب ہو جائے کہ اسی ترجمان القرآن کے ہر ترجمہ سورت پر ایک مقدمے یا دیباچے کا اضافہ کر دیا جائے۔ ترجمے کی وضاحت پہلے سے موجود ہے۔ نوٹوں کی تشریحات جا بجا روشنی ڈال رہی ہیں۔ ضرورت صرف ایک مزید درجہ بحث و نظر کی ہے، وہ ہر سورت کے دیباچے سے پوری ہو جائے گی اور بحیثیت مجموعی تفسیر کے مطالب اس طرح مرتب اور منقسم رہیں گے کہ مسلسل تفسیر کا انتشار مطالب محسوس نہیں ہوگا۔

ترجمان القرآن میں نے دو متوسط جلدوں سے زیادہ بڑھنے نہیں دیا ہے۔ البیان کے دیباچوں کے اضافے کے بعد زیادہ سے زیادہ چار جلدیں ہو جائیں گی لیکن ان چار جلدوں میں وہ سب کچھ آ جائے گا جو ترتیبِ قدیم میں شاید دس گیارہ جلدوں کی ضخامت میں بھی نہ آتا۔

تفسیر کا جس قدر قدیم مسودہ بچ رہا ہے دوستوں کا اصرار ہے کہ اسے بھی ایک علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع کر دیا جائے۔" لہ

مولانا مرحوم نے یہ فیصلہ اُس وقت کیا تھا، جب وہ جلدِ اول شائع کر رہے تھے۔ اس لیے جلد اول میں یہ صورتِ ترتیب اختیار نہ کی جا سکی۔ اس کی طبع اول میں نہ سورتوں کے ترجمے کے ساتھ کوئی دیباچہ یا مقدمہ ہے نہ نوٹوں میں کسی مزید درجہ بحث و نظر کی شان نظر آتی ہے۔ ترجمان القرآن جلد اوّل سے اشاعت کے لیے تیار کر دینے کے بعد تفسیر کی جدید تصنیف پر متوجہ ہوئے۔ مولانا لکھتے ہیں:

"جونہی ترجمان القرآن سے میں فارغ ہوا، سورتوں کے دیباچوں کی ترتیب پر متوجہ ہو گیا، ساتھ ہی مقدمہ تفسیر کی ترتیب بھی جاری ہے۔" لہ

چنانچہ ترجمان القرآن کی دوسری جلد شائع ہوئی تو معلوم ہو گیا کہ اس کے وضع و اسلوب میں ایک نمایاں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اب کتاب کی نوعیت محض ترجمے اور نوٹوں ہی کی نہیں تھی جیسی کہ پہلی جلد کی رہ چکی تھی بلکہ تفسیری مباحث و تفصیلات کا معتد بہ حصہ اس میں شامل تھا۔ اس کی ترتیب میں یہ پہلو بھی پیشِ نظر رہا تھا کہ پہلی جلد کی سورتوں میں جو مقامات بحث و نظر کے طالب تھے۔ ان میں سے اکثر اس جلد کے مہمات مطالب کی بحث میں آ جائیں۔ مولانا کا خیال تھا کہ تفسیری مباحث کے اس اضافے کے بعد ترجمان القرآن کی جلدیں دو کے بجائے چار ہو جائیں گی لیکن ایسی کہ:

"ان چار جلدوں میں وہ سب کچھ آ جائے گا جو ترتیبِ قدیم میں شاید دس گیارہ جلدوں کی ضخامت میں بھی نہ آتا۔"

لہ ترجمان القرآن جلد اول (اشاعت اول)، ناشر دفتر ترجمان القرآن دہلی مطبوعہ جید برقی پریس دہلی ص۴۷

لہ ایضاً

لیکن جلد دوم کے دیباچے میں فرماتے ہیں:۔

"ترجمان القرآن کی ترتیب سے مقصد یہ تھا کہ قرآن کے عام مطالعہ و تعلیم کے لیے ایک درمیانی ضخامت کی کتاب مہیا ہو جائے۔ مجرد ترجمہ سے وضاحت میں زیادہ مطول تفسیر سے مقدار میں کم۔ چنانچہ اس غرض سے یہ اسلوب اختیار کیا گیا کہ پہلے ترجمے میں زیادہ سے زیادہ وضاحت کی کوشش کی جائے۔ پھر جابجا نوٹ بڑھا دیے جائیں۔ اس سے زیادہ بحث و تفصیل کو دخل نہ دیا جائے۔ باقی رہا اصولی اور تفسیری مباحث کا معاملہ تو اس کے لیے دو الگ کتابیں مقدمہ اور البیان زیر ترتیب ہیں۔" [1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر البیان اپنی مستقل اور مفصل حیثیت میں باقی ہے۔ دوسرے طریقے سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ تفسیر سورہ فاتحہ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"پہلی جلد کی ابتداء میں سورہ فاتحہ کی تفسیر کا ملخص بھی شامل کر دیا گیا ہے کیونکہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ترجمہ قرآن کے لیے اس کا قدرتی مقدمہ تھی اور ضروری تھا کہ کم از کم یہ مقدمہ تلاوت ترجمہ سے پہلے ذہن نشین ہو جائے۔

البتہ یہ تفسیر سورہ فاتحہ کا خلاصہ ہے۔ اس میں پھیلاؤ سمیٹ دیے ہیں۔ تفصیلات کو جابجا مختصر کر دیا ہے۔ تمہید و توطیر کی قسم کی تمام چیزیں نکال دی ہیں لیکن نفس مطالب میں بجز ایک مقام کے کوئی کمی نہیں کی ہے۔ یہ مقام صفات الٰہی کے ان مباحث کا تھا جن کا زیادہ تر تعلق فلسفہ و کلام کے قدیم مذاہب و مباحث سے ہے۔ نیز فرداً فرداً ان تمام صفات پر نظر ڈالی گئی تھی جو قرآن حکیم میں آئے ہیں۔ چونکہ یہ حصہ عام مطالعے اور دلچسپی کا نہ تھا اس لیے ترجمان القرآن میں اس کی موجودگی ضرورت سے زیادہ محسوس ہوئی اور اسے الگ کر دیا گیا اصل تفسیر کی ضخامت اس فیصلے سے ڈیوڑھی سمجھنی چاہیئے۔ تفسیر البیان میں وہ سورہ فاتحہ کا دیباچہ ہوگی اور اپنی تفصیلی شکل میں آجائے گی۔" [2]

---

[1] ترجمان القرآن جلد دوم، ناشر "یہ مصطفائی لاہور ص ۳۴ [2] ایضاً ص ۴۵

۲۔ دوسری جلد میں تفسیری مباحث و تفصیلات شامل کرنے کے بعد البیان کے امتیاز و خصوصیت کے بارے میں فرماتے ہیں :۔

"اب کتاب (ترجمان القرآن جلد دوم) کی نوعیت محض ترجمے اور نوٹوں ہی کی نہیں رہی ہے جیسی کہ پہلی جلد کی رہ چکی ہے بلکہ تفسیری مباحث و تفصیلات کا بھی معتد بہ حصہ شامل ہو گیا ہے۔ بلاشبہ اس کی تفصیلات البیان کی تفصیلات تک نہیں پہنچیں اور پہنچنا بھی نہیں چاہیئے تاہم جہاں تک مہمات مطالب کا تعلق ہے تقریباً تمام مقامات بحث میں آگئے ہیں اور ارباب نظر کے لیے کفایت کرتے ہیں۔" [1]

دوسری جلد کی مختلف سورتوں کے آخر میں جو تفسیری مباحث کے اضافے ہوئے ہیں اس کا اندازہ اس سے لگائیے :۔

"سورہ اعراف میں چالیس نوٹ ہیں۔ سورہ انفال میں تینتالیس ۴۳ مفصل نوٹ ہیں، سورہ توبہ میں پہلے بائیس نوٹ اتنے مشرح آئے ہیں کہ بعض دو دو تین تین صفحوں تک مسلسل چلے گئے ہیں۔ پھر آخر میں چھبیس صفحوں کے مفصل مباحث کا مزید اضافہ کیا گیا ہے۔ سورہ یونس میں پینتالیس نوٹ ہیں پھر بھی آخر میں دس صفحوں کے مباحث اور بڑھانے پڑے۔ سورہ ھود کے آخر میں ایک مستقل مقالہ اس اصولی مبحث پر درج کیا گیا ہے کہ قصص قرآن کے مبادی و مقاصد کیا ہیں؟ اور کیوں قرآن انہیں دلائل و براہین کی حیثیت سے پیش کرتا ہے؟ سورہ یوسف میں جابجا مشرح نوٹ لکھے گئے ہیں۔ پھر آخر میں بیس صفحوں کا ایک مقالہ بڑھایا گیا ہے تاکہ سورت کے مواعظ و بصائر پر ایک مجموعی نظر پڑ جائے۔ سورہ کے تفسیری مباحث تفصیل طلب تھے اور بہت زیادہ تھے اس لیے انہیں نظر انداز کرنا پڑا۔ البتہ مواعظ و حکم کے تمام پہلو پوری طرح واضح ہو گئے ہیں۔ سورہ کہف کے آخر میں اڑتیس صفحوں کے مقالات بڑھاتے گئے ہیں کیونکہ متعدد تاریخی سوالات حل طلب تھے اور بغیر شرح و اطناب کے واضح نہیں ہو سکتے تھے۔ البتہ سورۃ کا ایک

---

[1] ترجمان القرآن جلد دوم ص۲

واقعہ تفصیلی بحث سے رہ گیا یعنی صاحب موسیٰ علیہ السلام کے اعمالِ ثلاثہ اور ان کے نتائج و حکم۔ اگر تفصیلی بحث کی جاتی تو مقالات کی تعداد بہت زیادہ بڑھ جاتی تاہم نوٹ میں جس قدر اشارات کر دیے گئے ہیں اہل نظر کے لیے کفایت کرتے ہیں۔ بقیہ سورتوں کے ترجمہ و تشریح میں بھی ایسا ہی اسلوب اختیار کر لیا گیا ہے۔" [1]

بلا شبہہ یہ تفصیلات البیان سے لی گئی ہیں یہ یا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کے بعد البیان کی ہستی ختم ہو گئی تھی اور مسودے کا جو حصہ باقی رہ گیا تھا اسے محض اس لیے شائع کیا جاتا تھا کہ ایک لکھی ہوئی چیز جو اس صورت میں بھی اپنی ایک افادیت رکھتی ہے ضائع ہونے سے بچ جائے؟ یا مولانا کو اس کی اشاعت پر اس وجہ سے آمادہ ہونا پڑا تھا کہ دوستوں کا اصرار تھا؟

ابتدائی مطالعے کے بعد میرا خیال تھا کہ البیان کے بارے میں مولانا کی رائے بدل گئی تھی اور ترجمان القرآن میں اس کے مباحث کے اضافے کے بعد اس کی اہمیت باقی نہیں رہی تھی لیکن مولانا غلام رسول مہر مرحوم کی معلومات سے استفادے اور مزید غور و فکر کے بعد میری یہ رائے نہیں رہی۔ مولانا مہر مرحوم راقم الحروف کے نام ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

"البیان کبھی مولانا (آزاد مرحوم) کے ذہن سے نہیں نکلا اور یہ بھی قرینِ قیاس نہیں کہ اس کا مسودہ تلف ہو گیا جس طرح مولانا نے ابتدائی مسودات کے تلف ہو جانے کی جزئیات کھول کر بیان کی ہیں۔ اس کا بھی ذکر ضرور فرماتے۔ میرے ساتھ اس کے متعلق نیز مقدمے کے متعلق آخری دَور تک گفتگو فرماتے رہے۔ یہ بھی صحیح نہیں کہ البیان میں سے چند ٹکڑے لے کر بطور تعلیقات بعض سورتوں کے اواخر میں لگا دیے تو باقی البیان غیر ضروری ہو گیا۔ کیا معلوم نہیں کہ متعدد مقامات پر اس کے حوالے دیے ہیں جیسا کہ میری باقیات [2] کے مقدمے میں حوالے موجود ہیں۔"

خود مولانا ابو الکلام آزاد کی تحریر سے یہ بات اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ دوسری جلد کے

---

[1] ترجمان القرآن جلد دوم ص۳

[2] باقیات ترجمان القرآن جلد دوم مرتبہ مولانا غلام رسول مہر ناشر کتاب منزل لاہور

دیباچے میں جہاں مولانا نے اس کی نوعیت ترتیب اور اضافوں کے بارے میں لکھا ہے وہاں ترجمان القرآن اور البیان کا فرق بھی واضح کر دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ البیان کی ایک مستقل حیثیت ہے۔ ترجمان القرآن میں تفسیری مباحث کے اضافوں سے اس کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ترجمان میں اضافوں کے بعد قرآن کے مطالعہ و تعلیم کا پیش نظر مقصد بطریق احسن پورا ہو جاتا ہے لیکن تفصیلی مطالعے کے لیے بہر حال البیان ہے، ترجمان نہیں۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں:

"بلا شبہ تفصیلات ان حدود سے متجاوز ہو گئیں جو ترجمان القرآن کے لیے قرار دی گئی تھیں۔ لیکن اگر البیان کی تفصیلات سامنے لائی جائیں تو یہ تفصیلات بھی اجمال و تلخیص سے زیادہ معلوم نہ ہوں گی۔ یہاں سورہ یوسف کا مقالہ بیس صفحوں میں سمایا گیا ہے اور البیان کے مسودے کا مواد اگر چالیس صفحوں میں بھی سما جائے تو سمجھنا چاہیے۔ بہت کم جگہ میں آگیا۔ سب سے زیادہ تفصیل سورہ کہف کے مقالات میں ہوئی ہے لیکن جو مباحث یہاں اڑتیس صفحوں میں سمیٹ دیے گئے ہیں۔ ان کے لیے البیان کے ساٹھ ستر صفحوں کی وسعت بھی بمشکل کفایت کرے گی ۔

ہماں عشق است بر خود چیدہ چندیں داستاں ورنہ
کسے بر معنیٔ یک حرف صد دفتر نمی سازد " [1]

بقیہ زرتشت اور ان کی تعلیمات

متذکرۃ الصدر اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کے ساتھ زرتشت کے ضابطہ اخلاق کا یہ تاریک پہلو ہے کہ اس نے سگے رشتوں میں باہمی ازدواج کو مستحسن قرار دیا ہے۔ غالباً یہ ایرانی امراء کا ایک رواج تھا جس سے وہ اپنی نسل کی خصوصیات برقرار رکھنا چاہتے تھے۔

---

[1] ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۳۸